مولانا عزیز زبیدی۔ واربرٹن

مستورات کے سلسلے کے چند عام مسائل

کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں، جو بری ہوتی ہیں اور برائی کا سبب بنتی ہیں، لیکن یوں عام ہوتی ہیں
جیسے شرعاً ان میں کوئی قباحت ہی نہ ہو ——— اس لیے اصلاحِ حال کی طرف نہ ذہن جاتا ہے اور نہ ہی اس
کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اس فرصت میں ہم اس سلسلے کے صرف وہ چند امور سامنے رکھیں گے، جو مستورات سے تعلق رکھتے ہیں
جو حد درجہ خطرناک ہیں مگر حد درجہ عام بھی ہیں۔

اجلے اور بھڑکیلے کپڑے

عورتوں کے لیے نفیس اور عمدہ کپڑے پہننا مباح ہے۔ وہ ریشمی ہوں یا سلکی اور سوتی، گراں سے
گراں تر ہوں اور قیمتی سے قیمتی ——— سبھی کچھ مباح ہے لیکن فرض نہیں ہے اور نہ ہی وہ غیر مشروط
ہے۔ اجلے کپڑوں سے غرض، ذوق کی تسکین ہو، تعیش مقصود نہ ہو، نفاست پسندی محرک ہو، نمود و
نمائش نہ ہو، لباس کی یہ جادوگری اور ٹھاٹھ باٹھ کی یہ ساحری کسی کے لیے بھی فتنہ ساماں نہ ہو اور نہ ہی
کی یہ شاہزادگی فخر و مباہات کی موجب ہو ——— مگر افسوس! اس پاکیزہ اور صاف ستھرے لباس
کی سرزمین سے عموماً غیر پاکیزہ ذہنیت اور ناپاک کریکٹر کی ہی تخلیق ہو جاتی ہے۔ اس لیے رحمتِ عالم صلی
علیہ وسلم نے فرمایا:

استعینوا علی النساء بالعری فان احدٰھن اذا کثرت ثیابھن و احسنت

زینتھا اعجبھا الخروج [1]

کہ عورتوں کو کپڑے کم دیا کرو۔ جب ان کے پاس خوبصورت کپڑے زیادہ ہو جاتے ہیں، تو ان کو گھروں سے باہر نکلنے کا شوق چرانے لگ جاتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے بعینہٖ یہی روایت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے یعنی حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے۔

"عورت فطرۃً نمود پسند ہے، اس کا جی چاہتا ہے کہ اسے کوئی دیکھے اور تڑپ جائے۔ اس لیے جب وہ بھڑکیلے لباس کے ساتھ لیس ہو جاتی ہے تو قتلِ عامؒ کے ارادہ سے نکل کھڑی ہوتی ہے۔"

اس انداز اور اسلوب سے بن سنور کر باہر نکلنے کو قرآنِ کریم نے تبرج جاہلیۃ" کے نام سے یاد کیا ہے۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى [2]

اور اپنے گھروں میں جمی (بیٹھی) رہو اور اگلے زمانہ جاہلیت کے (سے) بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو۔

سنن بیہقی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

شر النساء المتبرجات وھن المنافقات [3]

"بدترین وہ عورتیں ہیں جو بناؤ سنگھار دکھاتی پھرتی ہیں، وہ منافق عورتیں ہیں۔"

الرافلۃ فی الزینۃ فی غیر اھلھا کمثل ظلمۃ یوم القیمۃ لا نور لھا [4]

اپنے گھر بار سے باہر زینت اور تبختر کے ساتھ چلنے والی عورت قیامت کے روز بے نور ہو گی۔

افسوس! آج کل گھر میں تو سادہ سے کپڑوں میں عموماً وقت گزارتی ہیں مگر جب باہر نکلتی ہیں تو خوب بن ٹھن کر نکلتی ہیں اور اس کو کوئی بھی شخص برا محسوس نہیں کرتا حالانکہ شرعاً یہ ممنوع ہے۔ کیوں کہ اس سے فتنے پیدا ہوتے ہیں اور اس کے جتنے اور جیسے کچھ اثرات نکل رہے ہیں، وہ اب کسی سے بھی مخفی

---

[1] کامل ابن عدی۔ عن انس [2] پ۲۲۔ ع ۱۔ الاحزاب [3] بیہقی [4] ترمذی۔ عن میمونۃ بنت سلام

نہیں رہے ۔ بھڑکیلے برقعوں اور زرق برق کپڑوں نے تو بہت سے گھروں کی مالی حالت اور عزت و آبرو کی دولت کو غارت کیا ہے ۔ اس کمزوری کی طرف توجہ کریں ورنہ حالات اور خراب ہوجائیں گے ۔

غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ

آج کل دنیا میں شرعی پردہ تقریباً تقریباً ناپید ہوچکا ہے ۔ جتنا ہے بس ایک رسم اور رواج ہے اور یہ عام بیماری ہے کہ غیروں سے پردہ کیا جاتا ہے ۔ مگر نامحرم رشتہ داروں سے کوئی خاتون پردہ نہیں کرتی ۔ حالانکہ شرعی پردہ یہ ہے کہ :۔

"جس سے کسی حالت اور درجہ میں نکاح ہوسکتا ہے ۔ وہ نامحرم ہے خواہ رشتہ دار بھی ہو اور جس سے کسی بھی درجہ سے نکاح کرنا ناجائز ہے وہ محرم ہے ۔ بس جو نامحرم ثابت ہو اس سے پردہ کرنا ضروری ہے اور جو محرم ہے اس سے کوئی پردہ نہیں"

طبقات ابن سعد میں ایک روایت ہے کہ :۔

"آیتِ حجاب کے نزول کے بعد ازواجِ مطہرات نسبی اور رضاعی رشتہ داروں کے سوا باقی سب سے پردہ کیا کرتی تھیں یہاں تک کہ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے سامنے بھی نہیں آتی تھیں"

حضور علیہ السلام نے دیور کو موت کہا ہے :۔

الحمو الموت [1] دیور تو موت ہے ۔

اس لیے خلوت اور اس کے سامنے ننگے منہ جانا بھی بھاوجہ کے لیے ممنوع ہے ۔

آیت حجاب کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بول اٹھے کہ :۔

ایحجبنا محمد عن بنات عمنا

کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنی چچازاد بہنوں سے بھی پردہ کرائیں گے ؟

اس پر آیت نازل ہوئی :۔

---

[1] آئندہ شمارے میں اس حدیث کی تحقیق آئے گی ، انشاء اللہ (۲) بخاری ،

وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ

اور تم کو کسی طرح اشایاں نہیں کہ رسولِ خدا کو دکھ دو۔

ان تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ پردہ ہر اس شخص سے ضروری ہے جس سے کسی حالت میں بھی نکاح ممکن ہے مگر یہاں دستور ہی اور چل نکلا ہے کہ :

"جو پردہ کی قائل ہیں، وہ دوسروں سے تو کرتی ہیں مگر غیر محرم قریبی رشتہ داروں سے بالکل نہیں کرتیں" ——— حالانکہ یہ شرعاً غلط بات ہے۔

رشتہ داروں کا گھروں میں آنا جانا تو رہتا ہی ہے۔ اس لیے ایسی صورت میں اس کا طریقہ یہ ہے کہ عورت ان کے سامنے گھونگٹ کر لیا کرے۔ یہ راہ، راہِ عافیت بھی ہے اور سنتِ رسول بھی۔ اس میں برکت بھی ہے اور عصمت بھی۔

نازک اور سریلی آواز

مردوں کی سریلی آواز عورتوں کے لیے اور عورتوں کی خوش آواز مردوں کے لیے فتنہ ہے۔

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ[1]

نزاکت سے بات نہ کیا کرو، ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے دل میں کھوٹ ہے۔

بول میں ایسی شیرینی جو مردوں کے لیے خصوصی دل چسپی اور کشش پیدا کرتی ہے۔ اسلام میں حرام ہے ——— جہاں بات اور گفتگو کرنے میں اتنی احتیاط فرض کر دی گئی ہے۔ وہاں عورتوں کی ان ساحرانہ سریلی آوازوں کا سننا کسی کے لیے کیسے جائز ہو گا۔ جنہوں نے بوڑھوں تک کے دلوں کو گرما دیا ہے۔ ریڈیو، فلم، گراموفون اور دوسری نجی اور غیر نجی تقریبات میں نوجوان لڑکیوں کے گانوں کی جو بھرمار رہتی ہے، ان کو سب سنتے ہیں۔ مگر یہ بات کسی کو بھی اوپری نہیں لگتی۔

یہی حال مردوں کی آواز کا ہے۔ ایک دفعہ ازواجِ مطہرات کجاوے میں جا رہی تھیں تو ساربان انجشہ نامی غلام صحابی جو بہت خوش آواز تھے۔ حدی خوانی کے ذریعے اونٹوں کو ہانک رہے تھے۔

---

[1] الاحزاب

آپ نے اس سے فرمایا۔

رویدك یا انجشہ لا تکسر القواریر

اے انجشہ! (حدی خوانی) رہنے دے! ان شیشوں کو نہ توڑیئے۔

معلوم ہوا کہ موسیقی اور سرود و نغمے عورتوں کے لیے بالخصوص کافی مہلک ہیں ــــــ مگر ہم میں سے کسی کو بھی اس کا ہوش نہیں۔ گھر میں ریڈیو لگے ہیں۔ بچیاں اور بوڑھیاں مردوں کی جادو بھری سریلی تانیں سنتی ہیں اور نوجوان لڑکے اور ادھیڑ مرد لڑکیوں اور عورتوں کے فتنہ پرور راگ و راگنیاں سنتے ہیں۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ بول بھی ایسے کہ پتھر بھی پگھل جائیں۔ لیکن ــــــ سنتے ہو؟ کیا گھر میں کوئی ہے؟

دوسری کی طلاق کا مطالبہ

یہ ایک عام بیماری ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرا نکاح کرنا چاہے تو بعض عورتیں پہلے یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ پہلے اسکو طلاق دے جو اس وقت تیرے نکاح میں ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔

لا تسأل المرءۃ طلاق اختها لتستفرغ صحفتها ولتنكح فان لها ماقدر لها[۱]

عورت کو چاہیئے اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے تاکہ اس کا پیالہ خالی کرائے اسے نکاح کر لینا چاہیے اس کو وہ ملے گا جو اس کا مقدر ہے

آج کل یہ رسم کافی ہے۔ پہلے دوسری کا گھر اجاڑتی اور اس کا مقدر بگاڑتی ہیں۔ پھر ان اجڑی بنیادوں پر اپنی آبادی کے محلات تیار کرتی ہیں۔ قیامت میں جو پکڑ ہوگی۔ وہ تو خدا جانے کتنی کچھ ہوگی، ایسی عورتوں کی عموماً دنیا بھی کم ہی آباد رہتی ہے۔ دوسروں کا برا مانگنے والوں کا بھلا کبھی نہیں ہوا۔

لٹکتی ہوئی نہ چھوڑو

ایک ساتھ چار عورتیں ایک شخص کے نکاح میں رہ سکتی ہیں۔ بشرطیکہ نباہ سکے اور مقدور بھر عدل د

[۱] بخاری، مسلم۔ ابو ہریرہؓ

...صاف کا خیال رکھ سکے، ورنہ حکم ہوتا ہے کہ پھر ایک ہی رکھو، تو چار کہاں۔ پھر ایک سے دوسری کرنے کی ...بھی اجازت نہیں۔

عدل و انصاف سے غرض ظاہری حقوق میں مساوات ہے۔ باطنی اور قلبی محبت میں مساوات کا مطالبہ ...نہیں، کیونکہ یہ بات انسان کے بس کا روگ نہیں ہے۔ بہرحال قرآن کریم کا حکم ہے کہ:

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ [1]

یہ تو تمہارے بس میں نہیں کہ عورتوں میں کماحقہ عدل کر سکو، خواہ کتنا ہی تم چاہو، تو پھر بھی بالکل (ایک ہی طرف) مت جھک پڑو کہ دوسری کو (اس طرح) چھوڑ بیٹھو، گویا (خلا میں) لٹک رہی ہے۔

اس کے علاوہ عورت کو زچ کرنے اور خوار کرنے کی اور بھی کئی ایک صورتیں ہیں مثلاً:

- بیٹے کے نکاح میں ایک دوسرے سے بدلہ لینے کے لیے بعض اپنی بیوی کو میکے بھیج کر پھر اس کو پوچھتے نہیں۔
- یا بیوی کا قدرتی طور پر دل نہیں لگ سکا تو اس کو اس کی سزا دیتے ہوئے لٹکا رکھتے ہیں، نہ بساتے ہیں نہ طلاق دیتے ہیں۔
- بعض اوقات محض حسد کی بنا پر کہ میں نے چھوڑ دی تو فلاں سے شادی کر لے گی۔ اس لیے اس کو چھوڑو ہی نہیں۔

الغرض اسلام کا حکم ہے، رکھو تو عدل سے رکھو، ورنہ اس کو چھوڑ دو تاکہ وہ اپنا مستقبل بنا سکے۔ لیکن اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی عورت ناحق مرد کے رحم و کرم پر چھوڑ دی جائے۔ بسائے نہیں تو اس کو چھوڑے بھی نہیں۔ لٹکائے ہی رکھے۔ ان حالات میں اگر وہ خود ہوش میں نہ آئے تو قاضی کی

[1] پ ۵۔ النساء۔ ع ۱۹

طرف رجوع کر کے نکاح فسخ کرایا جا سکتا ہے، بہر حال کسی خاتون کی زندگی برباد کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔

ایک ساتھ تین طلاقیں

تین طلاقیں ایک ساتھ نہیں تھیں بلکہ بعض مفاسد کی روک تھام کے لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیاستہً ان کو نافذ کر دیا تھا[1] اصل مسئلہ یہی ہے کہ تین طہروں میں الگ الگ تین طلاقیں دی جائیں۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ بعض اوقات انسان مغلوب الغضب ہو کر طلاق دے بیٹھتا ہے ٹھنڈا ہونے پر پچھتاتا ہے۔ اس لیے شریعت نے طلاق کے لیے تین طہر قرار دیے، ایام حیض بھی نہیں، پاکی کے دن مقرر کیے۔ اگر اس کے باوجود کوئی طلاق دینے پر مصر ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اب یہ جوڑا ایک ساتھ نہیں چل سکے گا۔

حضور علیہ السلام کے عہد میں ایک شخص نے ایک ہی دفعہ تین طلاقیں دے ڈالیں، حضور علیہ السلام نہایت غصہ میں آگئے اور فرمایا:

ایلعب بکتاب اللہ و انا بین اظھرکم[2]	کیا وہ میری موجودگی میں کتاب اللہ کے ساتھ مخول کرتا ہے۔

قرآن مجید کا نام اس لیے لیا کہ اس میں الگ الگ تین طلاقوں کی تلمیح ملتی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ[3]

طلاق (رجعی) دو بار ہے۔ اس کے بعد اس کو مناسب طریقے سے رکھنا ہے یا باوقار طریقے سے چھوڑنا ہے۔

دو بار کہا ہے، دو طلاقیں نہیں کہا تو معلوم ہوا کہ الگ الگ ہوں گی تو دو بار بنیں گی ورنہ دو بار نہیں کہا سکیں گی۔ دو بار کے بعد، تیسری بار یہ کرو یا وہ کرو، کا حکم ہے۔ عربی میں "فا" تعقیب کے لیے آتی ہے۔ یعنی جب دو بار ہو جائیں پھر تیسری بار یہ کرو۔ اگر ایک ساتھ تین دے دی جائیں تو "تعقیب" (پھر) کے کوئی

[1] مسلم شریف۔ ابن عباس [2] نسائی محمود بن لبید [3] پ البقرہ

سے نہیں رہیں گے۔

ایک ساتھ تین طلاقوں سے اکثر گھرانے بہت بڑی الجھنوں میں پڑ گئے ہیں۔ بستے رستے گھر جاتے ہیں صرف جذباتی اور وقتی ہیجان میں آکر تین طلاقیں کہہ کر عمر بھر کی مصیبت میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لیے بہتر ہے کہ ایک مسلم کے گھر کو یونہی ہنسی کھیل اور وقتی جوش کا سہارا لے کر برباد ہونے سے بچایا جائے۔ ہمارے نزدیک ایک مسلکی غلطی کا بھرم رکھنے کے لیے "مسلمان گھر" کو ویران کرنا مناسب نہیں ہے۔ مسلم کا گھر ایک فقہی غلطی کی نذر ہو جائے۔ اسلام کی رو سے بہت بڑی زیادتی ہے۔

والدین کی مرضی کے بغیر نکاح

یہ ٹھیک ہے کہ والدین کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی لڑکی اور لڑکے کے جذبات کا احترام ملحوظ رکھیں لیکن اس سے کہیں زیادہ یہ ضروری ہے کہ والدین کی مرضی اور منشار کو نظر انداز کرنے کا جو رجحان پیدا ہو گیا ہے اس کو روکا جائے۔ کیونکہ نوعمر لڑکی اور لڑکا اپنے مصالح کا صحیح اور سنجیدہ جائزہ لینے سے قاصر ہوتے ہیں۔ ان کی سب باتیں وقتی جوش پر مبنی ہوتی ہیں۔ اگر ان کو صحیح رخ پر کوئی لگا سکتا ہے تو وہ صرف والدین ہی ہوتے ہیں۔ خصوصاً صنف نازک جو صرف نکاح کے وقت ہی نہیں بعد میں بھی اپنے والدین کی محتاج ہوتی ہے۔ اس لیے شریعت نے اعلان کیا ہے کہ جو لڑکی ولی کی مرضی کے خلاف اڑ کر نکاح کرلے۔ اس کا سرے سے نکاح ہی نہیں ہوتا۔

عن ابی موسٰی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال لا نکاح الا بولی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ولی کے بغیر نکاح ہوتا ہی نہیں۔

حضرت عائشہ کی روایت میں ہے :۔

ایما امراۃ نکحت نفسہا بغیر اذن ولیہا فنکاحہا باطل فنکاحہا باطل فنکاحہا باطل [۲]

---

[۱] مشکوٰۃ بحوالہ احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی [۲] ترمذی، احمد وغیرہا

جس عورت نے خود سر ہو کر اپنے سرپرست (والدین وغیرہ) کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا۔ اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے۔

سرپرستوں سے آزاد ہو کر لڑکی اٹھتی ہے۔ عدالت میں پہنچ کر دعوے کرتی ہے کہ بالغ ہوں اور اپنی مرضی سے فلاں لڑکے سے نکاح کرتی ہوں۔ اس پر عدالت ان کو اس کی اجازت دے دیتی ہے۔ نتیجہ جو نکلتا ہے۔ وہ آپ سب کے سامنے ہے۔ دراصل موجودہ عدالتوں کا یہ اصول، فقہ حنفی سے ماخوذ ہے۔ [۲]

بہرحال کچھ ہو، اس کے نتائج نہایت دور رس نکل رہے ہیں اور چوری چھپے یارانوں اور معاشقوں کے لیے راستہ ہموار ہو گیا ہے۔ اس لیے ہم پوری ملتِ اسلامیہ سے اپیل کرتے ہیں کہ معزز گھرانوں کی عزت و آبرو کا تحفظ کرتے ہوئے اس قانون کو بدلوانے کی کوشش کرے۔ ورنہ "نہ کہ را منزلت نہ مہ را" والا یہ سماں سدا طاری رہے گا۔

جہیز نہیں انسانیت پر نگاہ رکھیئے

ایک اور مصیبت جس نے صالح معاشرہ کی حد درجہ حوصلہ شکنی کی ہے۔ یہ ہے کہ دنیا رشتے ناطوں میں انسانیت اور دیانت کے بجائے دولت اور حسن و جمال جیسی چیزوں کو مقدم رکھتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

تنکح المرأة لاربع لمالها و لحسبها و لجمالها و لدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك [۱]

چار چیزوں کو دیکھ کر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے۔ مال، خاندان، حسن اور دین تیرا بھلا ہو! تو دیندار کو پانے کی کوشش کر۔

مال و دولت ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے، خاندان، افراد سے بنتا ہے، ضروری نہیں کہ خاندان اونچا ہو، تو وابستہ افراد بھی سبھی اور ہر اعتبار سے بھلے ہوں۔ باقی رہا حسن و جمال یقین کیجیے، یہ تو صرف لمحہ بھر

---

[۱] بخاری، مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ [۲] کیونکہ حنفیہ کے نزدیک عورت (ولی کے بغیر) اپنا نکاح خود کر سکتی ہے، تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو مضمون "عورت نکاح میں ولی کی محتاج کیوں ہے؟" محدث جلد ۱ عدد ۷، ۸ (جاری ہے) ۱۲۔ ادارہ

کی شے ہے اور ویسے بھی یہ ایک فتنہ ہے۔ خدا جانے کل اس کا انجام کیا ہو اور اپنے ساتھ کیا کیا قیامتیں لائے ہاں گھر کی آبادی کے لیے ہوش مند اور دیانتدار لڑکی ہی مفید ہو سکتی ہے۔ اس لیے دوسری باتوں کو چھوڑ کر حضور علیہ السلام کے اس مشورہ کی قدر کرنا چاہیے۔ حضور کا ارشاد ہے :۔

"دنیا ساری ایک ساز و سامان ہے لیکن بہتر ساز و سامان "نیک خاتون" ہے"۔

الدنیا کلھا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ　(مسلم)

تصنیفات امام ابن تیمیہؒ

منہاج السنہ، اقامۃ الدلیل علی ابطال التحلیل، تفسیر سورۃ اخلاص، اقتضاء الصراط المستقیم مجموعۃ الرسائل، النخفۃ العراقیۃ فی الاعمال القلبیۃ، التوسل والوسیلہ، تصانیف امام ابن قیم، مدارج السالکین، زاد المعاد، طریق الہجرتین، شفاء العلیل، تحفۃ الودود فی احکام المولود، حادی الارواح، کتاب الروح، اغاثۃ اللھفان، الجواب الکافی، اعلام الموقعین، تصانیف نواب صدیق الحسن خانؒ، الدین الخالص، ہدایۃ السائل، نیل المرام من تفسیر آیات الاحکام، النذیر العریان من درکات النیران، البنیان المرصوص، الجوائز والصلات، الروض الخصیب، المحلی لابن حزم، احکام الاحکام لابن حزم، احکام القرآن لابن العربی، طبقات الکبریٰ لابن سعد، الفصل فی الاھواء والملل والنحل لابن حزم، المبسوط للسرخسی، بحر الرائق، در مختار، المدخل لابن الحاج، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، اصول الفقہ، بدایۃ المجتہد لابن رشد، تاریخ طبری، تاریخ بغداد، الاستیعاب، تذکرۃ الحفاظ، المستدرک للحاکم، عون المعبود، تحفۃ الاحوذی، الترغیب والترہیب، مجمع الزوائد، فتح المجید، جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین، فیض الباری شرح البخاری، الزرقانی شرح المؤطا، النہایۃ لابن الاثیر، صحیح الترمذی بشرح الامام ابن العربی، اعلاء السنن لاشرف علیؒ تھانوی، تفسیر المراغی، الکشاف، الجمل مع الجلالین، تفسیر جامع البیان، فقہ السنۃ، تقریب التہذیب، معالم السنن للخطابی شرح مختصر ابی داؤد، طبقات الحنابلۃ، القاموس المحیط، المنجد وغیرہ، آپ اپنی کوئی کتاب بیچنا چاہیں تو ہمیں یاد فرمائیں۔

رحمانیہ دار الکتب امین پور بازار لائل پور